116_1615_1537669245559_20180923_071941.png (683×1114)

الحمدللہ رب العالمین

السلام علیکم ورحمہ اللہ برکاتہ

محترم جناب مفتی صاحب مسئلہ عرض ہے کے میرا کریانہ
کا دوکان ہے. آپ کو معلوم ہوگا کے کریانہ کے دوکان مین
اکثر تمام کھانے پینے والی چیزین موجود ہوتی ہین.

مسئلہ ہے کے چینی 60 روپیے کلو بیچتے ہین اگر گاھک 10
روپے کا چینی مانگتا ہے تو اسے بولتے ہین بھائی چینی
70روپے کلو ہے اگر وہ کلو یا اس سے زیادہ لیتا ہے تو اسے
60 روپے مین کلو دیتے ہین.کیا اس طرح دیناجائز ہے؟ ؟

اور سگریٹ پاکیٹ 60 کا ہے اگر پاکیٹ لیتا ہے تو 60 مین
دیتے ہین اگر ایک یا دو عدد سگریٹ لیتا ہے تو 4 روپے ایک
سگریٹ دیتے ہین کیا اس طرح جائز ہے؟

ایک چیز مثال کے بوتل 70مین لیٹر اگر کوئی اپنا دوست یا
پکا گاھک آتا ہے تو اسے 60 مین دیتے ہین

کیا اس طرح کمی بیشی کرنا درست ہے؟؟

اور کریانہ کے کاروبار کے حوالے سے کسی اچھے کتاب کا نام
بہی بتائین جس کا مطالع کرین.

ثناءاللہ گڈانی

خانپورمھر ضلع گھوٹکی

۰۳۰۰۳۱۳۲۱۵۰

دارالافتاء
فتوی نمبر ۲/۲۰۱۶
مورخہ

(جواب منسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامدًاومصليًا

واضح رہے کہ چیزوں کی خرید وفروخت میں جس قیمت پر بیچنے والا اور خریدنے والا راضی ہو جائے اس قیمت پر خرید وفروخت کرنا شرعاً درست ہے، بشرطیکہ خریدار کو اس کی مطلوبہ معیار کی چیز دی جائے اور رقم باہمی رضامندی سے طے کر لی جائے، لہٰذا سوال میں ذکر کردہ طریقہ سے اشیاء کو کم نرخ یا زیادہ نرخ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ البتہ اس میں چند باتوں کی رعایت کرنی چاہیئے:

۱. جھوٹ نہ بولا جائے، دھوکہ نہ دیا جائے،

۲. اتنی زیادہ قیمت مقرر نہ کی جائے کہ جس سے لوگوں کو ضرر ہو،

۳. جن چیزوں کی قیمت حکومت یا کسی کمپنی کی طرف سے مقرر ہوں ان کی پابندی کرنی چاہیئے۔

الفتاوى الهندية – (۳ / ۲۱۴)

ولا يسعر بالإجماع إلا إذا كان أرباب الطعام يتحملون ويتعدون عن القيمة وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فلا بأس به إلا بمشورة أهل الرأي والبصر هو المختار وبه يفتى كذا في الفصول العمادية فإن سعر فباع الخباز بأكثر مما سعر جاز بيعه كذا في فتاوى قاضي خان ومن باع منهم بما قدر الإمام من الثمن جاز بيعه كذا في التتارخانية-

الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي (۷/ ۵۱۶۳)

أولاً: الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحراراً في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في ممتلكاتهم وأموالهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملاً بمطلق قول الله تعالى: {يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم}. [البقرة:۲/ ۱۸۸]

ثانياً: ليس هناك تحديد لنسبة معينة للربح يتقيد بها التجار في معاملاتهم، بل ذلك متروك لظروف التجارة عامة وظروف التاجر والسلع، مع مراعاة ما تقضي به الآداب الشرعية من الرفق والقناعة والسماحة والتيسير.

وفى فقه البيوع(۲/۱۰۰۲)

وحاصل هذا الاقوال ان التسعير لايعمل به الا فى احوال غير عاديه اذا تضرر الناس باسعار مرتفعة جدا فيما يحتاجون اليه من الطعام والشراب واللباس.والا فالاصل ان يترک التجار والمشترون بما يتراضون فيما بينهم،والظاهر انه ان لم يكن هناک احتکار،ولاتحکم التجار باحداث جمعية،فان ذالک يفتح باب

Scanned by CamScanner

المنافسة الحرة فی السوق،ولایمکن ان یغالی احد فوق سعرالمثل ،والا فانه یفقدالزبائن،فلا یحتاج الی التسعیر،وانما یحتاج الیه فی احوال غیر عادیة خالف فیها التجار احکام الشریعة الاسلامیة..........واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس سیالکوٹی کان اللہ لہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۹/ محرم الحرام/ ۱۴۴۰ھ
10/ اکتوبر/ 2018ش

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۲/۲۰۱۶
مورخہ ۱۴۴۰/۲/۳ھ
۲۰۱۸/۱۰/۱۳

الجواب صحیح
بندہ محمود اشرف غفراللہ
دارالافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۹/ محرم الحرام/ ۱۴۴۰ھ
۱۰/ اکتوبر/ 2018ش

مفتی

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۱/ ۲/ ۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح
محمد طاہر غفرلہ
۲۹/ ۱/ ۱۴۴۰ھ

Scanned by CamScanner